’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ اور اُن کا حکم

مولانا انعام اللہ

(دوسری قسط)

ان تمہیدی اُمور کی وضاحت کے بعد اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں:

تمام آسمانی شرائع کی حقانیت

تمام آسمانی شرائع کی حقانیت، منزل من اللہ ہونا، اپنے اپنے زمانے میں قابلِ عمل اور واجب الاتباع ہونا مسلماتِ دینیہ اور حقائق شرعیہ میں سے ہے۔ ایک مسلمان کے لیے اس بات کا ماننا صرف ایک تاریخی اور علمی حقیقت کے اعتراف کے طور پر نہیں، بلکہ اس کے ایمان کے معتبر ہونے کے لیے بنیادی شرط ہے۔ ایمانیات میں سے عقیدۂ رسالت کے عموم میں یہ شامل ہے کہ جس طرح ایک مومن کے ایمانی وجود کے لیے اپنے نبی کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح گزشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت ورسالت اور ان کی شریعتوں کی حقانیت کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ’’العقیدة الطحاوية‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’ونؤمن باللّٰہ والملائكة والنبيين والكتب المنزلة على المرسلين ونشهد أنهم كانوا على الحق المبين ۔‘‘(۱)

’’اور ہم فرشتوں، انبیاء کرام اور رُسلِ عظام پر اُتاری گئیں کتابوں پر ایمان لاتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ سب واضح حق پر تھے۔‘‘

اس مضمون پر مشتمل چند آیاتِ کریمہ ملاحظہ ہوں:

۱:...... ’’وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْکَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۔‘‘ (البقرۃ:۴)

’’اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔‘‘

اس آیتِ کریمہ میں قرآن مجید، جو خاتم الانبیاءؑ پر نازل کیا گیا ہے‘ پر ایمان لانے کے ساتھ

گزشتہ کتبِ سماویہ، جو سابقہ تمام انبیاء کرامؑ پر اُتاری گئیں ہیں، پر ایمان لانے کا حکم بصورتِ خبر ہے۔

۲:...... ’’آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔‘‘ (البقرة:۲۸۵)

’’مان لیا رسول نے جو کچھ اُترا اُس پر اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی، سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو۔ کہتے ہیں کہ: ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے اور کہہ اُٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کیا، تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔‘‘

۳:...... ’’لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔‘‘ (المائدة:۴۸)

’’ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راہ۔‘‘

۴:...... ’’شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى أَنْ أَقِيْمُوْا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ إِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ۔‘‘ (الشوریٰ:۱۳)

’’راہ ڈال دی تمہارے لیے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو، یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں، بھاری ہے شرک کرنے والوں کو وہ چیز جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے، اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اُس کو جو رجوع لائے۔‘‘

توراۃ وانجیل، زبور کے بارے میں بطورِ خاص ارشاداتِ ربانی ملاحظہ ہوں:

۵:...... ’’وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَأَوْرَثْنَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ الْكِتَابَ۔‘‘ (المؤمن:۵۳)

’’اور ہم نے دی موسیٰ کو راہ کی سوجھ اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا۔‘‘

۶:...... ’’إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ۔‘‘ (المائدة:۴۴)

’’ہم نے نازل کی تورات کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔‘‘

۷...... ’’وَآتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔‘‘ (النساء:۱۶۳)

’’اور ہم نے دی داؤد کو زبور۔‘‘

حدیثِ نبوی ہے:

’’عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْأُوْلٰى وَالْآخِرَةِ‘‘ قَالُوْا: كَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ’’الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى، وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ، فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ۔‘‘(۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا وآخرت میں عیسیٰ بن مریم کے سب زیادہ قریب میں ہوں۔ صحابہؓ نے دریافت فرمایا: کس طرح؟ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام باپ شریک بھائیوں (جیسے) ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور دین ایک ہے، ہمارے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔''

محشی امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

''**وقال البغوی: یرید أن أصل دین الأنبیاء واحد، وإن کانت شرائعهم مختلفة کما أن أولاد العلات أبوهم واحد، وإن کانت أمهاتهم شتی۔**''(۳)

''حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دین کا اصل یہ ہے، اگرچہ ان کی شریعتیں مختلف ہیں، جیسے علاتی بھائیوں کے والد ایک ہوتے ہیں، اگرچہ مائیں مختلف ہوتی ہیں۔''

ان تمام نصوص کا حاصل یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام برحق تھے، ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتابیں اللہ کی کتابیں تھیں اور برحق تھیں، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین (عقائد) ایک تھا، تاہم شریعتیں مختلف تھیں۔ ہر ایک نبی کو ایک شریعت ملی ہوئی تھی، جس پر عمل کرنا اس نبی کی امت کے لیے ضروری تھا، اور یہ کہ ان تمام باتوں پر ایمان لانا ایمان کے معتبر ہونے کے لیے بنیادی شرط ہے، جب تک ایک مسلمان ان باتوں کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

آسمانی شریعتوں میں اختلاف واتفاق کا امکان

آسمانی شریعتیں باہم متفق بھی ہوسکتی ہیں اور مختلف بھی، اس لیے کہ شریعتوں میں بندوں کے مصالح کو مدِنظر رکھا جاتا ہے اور بندوں کی مصلحتوں میں اختلاف اور تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں، ایک کام ایک زمانے میں مصلحت سمجھا جاتا ہے اور دوسرے زمانے میں مصلحت نہیں رہتا، یا ایک زمانے میں مصلحت نہیں ہوتا اور اگلے زمانے میں وہ مصلحت بن جاتا ہے، اسی لیے شریعتوں کے درمیان اختلاف کے امکان سے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ اور جب شرائع مختلف ہوسکتی ہیں، تو یہ بات بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی اور پیغمبر کو پچھلی شریعت کی پیروی کا حکم دے یا پھر کسی نبی کو پچھلے نبی کی شریعت کی پیروی سے منع کردے۔ صاحبِ ''کشف الاسرار'' رقم طراز ہیں:

''جان لو کہ یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو پچھلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت پر عمل کرنے کا پابند بنائے، اور اس کی پیروی کا حکم دے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پچھلی شریعت کی پیروی سے منع فرمادے۔ دین میں اس حوالے سے کوئی صورت' محال اور ناقابلِ فہم نہیں۔ بندوں کے مصالح کبھی یکساں ہوتے ہیں، اور کبھی مختلف۔ پس ممکن ہے کہ کوئی چیز پہلے نبی کے زمانہ (نبوت) میں مصلحت ہو، دوسرے نبی کے زمانہ (نبوت) میں نہ ہو، اور اس کے برعکس صورت بھی ممکن ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں نبیوں کے زمانہ (نبوت) میں

مصلحت ہو۔ پس شرائع کا یکساں ہونا اور مختلف ہونا دونوں صورتیں ممکن ہیں۔‘‘(۴)

اشکال: ......توافق کی صورت میں نئے نبی کی ضرورت؟

اس مقدمے پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اگر نئے مبعوث ہونے والے نبی اور رسول کی شریعت گزشتہ نبی اور رسول کی شریعت کے بالکل موافق ہو، تو نئے نبی بھیجنے، ان کے ہاتھ پر معجزات ظاہر کرنے اور نئی شریعت نازل کرنے میں کیا فائدہ ہے؟

جواب: ...... نئے نبی کی ضرورت، متعدد وجوہات سے

پہلی وجہ

ضروری نہیں کہ نئی شریعت من کل الوجوہ پچھلی شریعت کے موافق ہو، بلکہ ممکن ہے کہ اتفاق کے باوجود چند احکام میں اختلاف ہو، اگرچہ اختلافی احکام اتفاقی احکام کے مقابلے میں کم ہوں۔

دوسری وجہ

یہ بھی ممکن ہے کہ ایک نبی کی شریعت ایک قوم کے لیے ہو، اور دوسرے نبی کی شریعت دوسری قوم کے لیے ہو۔

تیسری وجہ

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پچھلے نبی کی شریعت کے احکام مٹ چکے ہوں اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہوں اور نئے آنے والے نبی ہی کے ذریعے سے ان تک رسائی ممکن ہو۔

چوتھی وجہ

سابقہ شریعت کی تعلیمات میں بدعتیں در آئی ہوں جس کی وجہ سے اس شریعت کی تعلیمات تک بطریقۂ اکمل رسائی ممکن نہ ہو، ان بدعتوں کو مٹانے اور شریعت کے احکام کو اپنی درست شکل میں زندہ کرنے کے لیے نبی کی ضرورت ہو۔

ان وجوہات کے بنا پر ماننا پڑتا ہے کہ شرائع کے باہمی اتفاق کے باوجود نئے نبی کے آنے کی ضرورت برقرار رہتی ہے اور ان کی بعثت بامقصد و بامعنی رہتی ہے۔ (۵)

کیا دو آسمانی شریعتوں کا باہمی اتفاق واقع بھی ہوا ہے؟

آسمانی شرائع کے باہمی اتفاق و اختلاف کے ممکن و جائز ہونے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ آیا ایسا واقع بھی ہوا ہے کہ دو شریعتیں آپس میں بالکل متفق ہوں اور آنے والے نبی کو پہلے نبی کی شریعت کی مکمل پابندی کا حکم دیا گیا ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں تو ایسا واقع ہوا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تحت داخل ہیں، اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے احکام کے مخاطب ہیں، یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی۔ قرآن مجید میں اس کے دلائل کثرت سے موجود ہیں۔‘‘ (۶)

عبدالمحسن بن حمدؒ رقم طراز ہیں:

’’وَقَالَ: إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ. (المآئدۃ:۴۴) فَهٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَنْبِيَاءَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى يَحْكُمُوْنَ بِالتَّوْرَاةِ وَيَدْعُوْنَ إِلَيْهَا۔‘‘ (۷)

’’فرمایا: ’’إِنَّا أَنْزَلْنَا ‘‘ (ہم نے نازل کی تورات کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے (اللہ کے) یہود کو اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم، اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے) یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے تمام انبیاء علیہم السلام تورات کے احکام پر عامل تھے اور تورات ہی کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔‘‘

حاصلِ بحث یہ ہوا کہ آسمانی شرائع میں باہم اختلاف بھی ممکن ہے اور اتفاق بھی، اتفاق کی صورت میں نئے نبی کی بعثت کے جواز کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ نیز گزشتہ شرائع میں ایسا ہوا ہے کہ ایک نبی کو پچھلے نبی کی شریعت کی پیروی کا حکم دیا گیا ہو، جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل کو تورات کے احکام پر عمل کرنے کا حکم تھا۔ تاہم یہ ساری تفصیل شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قبل کی شرائع میں ہے، آخری پیغمبر کی شریعت کا سابقہ شرائع کے ساتھ کس طرح کا تعلق تھا؟ توافق کا؟ یا اختلاف کا؟ آئندہ سطور میں اس کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

حواشی

۱:......العقیدۃ الطحاویۃ للامام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی، متوفی: ۳۲۱ھ، ص:۱۳، مکتبۃ البشریٰ، کراچی۔

۲:......مسند الامام احمد بن حنبل، لابی عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفی: ۲۴۱ھ، رقم الحدیث: ۸۲۴۸، ج:۱۳، ص:۵۴۵۔

۳:......المرجع السابق

۴:......کشف الاسرار شرح اُصولِ بزدوی، لعبدالعزیز بن احمد البخاری الحنفی، متوفی: ۷۳۰ھ، ج:۲، ص:۲۱۲۔

۵:......تفصیل کے لیے دیکھئے: کشف الاسرار شرح اُصولِ بزدوی، ج:۳، ص:۲۱۲۔

۶:......فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاحمد بن علی بن حجر العسقلانی، ج:۱، ص:۲۲۱۔

۷:......شرح حدیث جبریل فی تعلیم الدین، لعبدالمحسن بن حمد بن عبدالمحسن، ج:۱، ص:۳۶۔

(جاری ہے)